ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ حج کی نیت سے نکلے ہمارے ساتھ بچے اور عورتیں تھیں ہم نے بچوں کی طرف سے احرام باندھا (نیت کی) ایک روایت میں ہے: ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ پڑھا اور کنکریاں ماریں۔

محظورات احرام: بچے کو ان تمام اشیاء سے روکا جائے جن سے حج میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے خوشبو لگانا' سلا ہوا کپڑا پہننا' سر ڈھانپنا' شکار کرنا وغیرہ اور اگر بچہ کسی ایسے کام کا مرتکب ہو جائے جس سے حج فاسد ہوتا ہو تو بعض نے اس پر قضا کو لازم قرار دیا ہے اور بعض نے قضا لازم نہیں کیا چونکہ بچہ غیر مکلّف ہے۔

(المغنی 164,163/3 روضته الطالبین 120/3 المبدع 87/3 حاشیه ابن عابدین 466/2)

استدراک : ''امرأة رفعت صبیا لها من هودج"(نسائی باب 15الحج بالصغیر 120/5)

''ایک عورت نے ہودہ سے اپنا بچہ اوپر اٹھایا''۔

"اخرجت امراة صبیا من المحفة"(نسائی 120/5) ''عورت نے پالکی سے ایک بچہ باہر نکالا''۔

ان روایات میں اس بچے کے سن تمیز تک پہنچنے یا اس سے کم عمر ہونے کی کوئی وضاحت نہیں۔

بلکہ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے ''فاخذت بعضد صبی فاخرجته من محفتها''

''اس نے بچے کا بازو پکڑ کر اپنی پالکی سے نکالا'' (باب 8: فی الصبی یحج 352/2)

اس لفظ سے بچے کا سن تمیز سے کم عمر والا ہونا زیادہ قرین قیاس لگتا ہے کیونکہ عام طور پر سن تمیز سے کم عمر والے ہی کو اس طرح اٹھایا جاتا ہے۔ سن تمیز کے بچے کو بازو سے پکڑ کر نہیں اٹھایا جاتا۔ امام خطابی نے بھی لکھا ہے کہ اگر بچہ چل نہ سکے تو اسے اٹھا کر طواف کرایا جائے۔ اسی طرح صفا مروہ کی سعی وغیرہ دیگر اعمال حج بھی اٹھا کر کرائے جائیں۔ (معالم السنن 352/2) امام سیوطی نے بھی امام نووی کے حوالے سے ''ولک اجر'' کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کو ثواب اس بچے کو اٹھا کر حج کے ارکان ادا کرنے کی وجہ سے ہے۔ (سنن النسائی شرح السیوطی 121/5)

لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ بچے کے حج کی صحت کے لیے اس کا صاحب تمیز ہونا بھی ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

محترم قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مجلة التراث سے خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں، تاکہ بروقت کارروائی میں سہولت رہے۔ جزاکم اللہ خیرا

[ادارہ التراث]

عقیدہ توحید قسط: 3

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن عاصم صدیقی مرحوم

اجماع امت بھی فقہ اسلامی کا اہم مصدر ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع قوی تر حجت اور دوسری غیر منصوص حجتوں پر مقدم ہے۔اس کی قطعی حجیت پر شاید ہی کوئی بد بخت کلام کرتا ہو۔

اجماعِ صحابہ کے بعد باقی امتِ مرحومہ کے اجماع و اتفاق کا درجہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس امت کی تعریف و توصیف میں ارشاد فرمایا: ﴿**كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر و تؤمنون بالله**﴾ ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے۔تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر پکا ایمان رکھتے ہو'' (آل عمران ۱۱۰) اللہ رب العالمین نے اس امت کو بہترین قرار دیا تو اس بہترین امت کو جس مسئلے پر اتفاق ہو تو وہ بھی اللہ کے نزدیک پسندیدہ ثابت ہوتا ہے۔نیز یہ پسندیدگی صرف کسی ایک طبقے یا زمانے کی نسبت سے جزوی یا عارضی نہیں، بلکہ للناس یعنی تمام بنی نوع انسانی کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے حجیتِ اجماع کی دلیل پوچھی گئی تو کئی مرتبہ قرآن پاک مکمل پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اس کی واضح ترین دلیل یہ ہے: ﴿**و من يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدىٰ و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولىٰ و نصله جهنم و ساء ت مصيرا ۞**﴾

''اور جس کسی نے ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کی اور مؤمنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی کی تو ہم (اللہ) اسے اسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف وہ رخ کرے اور ہم ایسے شخص کو جہنم میں داخل کریں گے اور یہ نہایت بری جگہ ہے لوٹنے کی'' (النساء ۱۱۵۔اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہ ص:387 بحوالہ: نزهة المشتاق ص 576

اس آیت میں اہل ایمان کا راستہ ترک کرنے والوں کے لئے دوزخ کی وعید دی گئی ہے،واضح ہوا کہ جس مسئلے پر اہل ایمان کا اتفاق ہو اس کی مخالفت حرام ہے۔اور علماء نے اس آیت کو اجماع کے حجت ہونے کی صریح دلیل قرار دی ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال:" **ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ويد الله مع الجماعة** " یعنی ''یقیناً اللہ پاک میری پوری امت کو کسی گمراہی پر اتفاق نہیں کرنے دے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے''۔(ترمذی کتاب الفتن 405/4 وقال " غریب من هذا الوجه" الشیخ البانی نے" صحیح "قرار دیا ہے۔)

اس حدیث کی شرح میں امام ترمذی نے فرمایا کہ جماعت سے فقہاء و محدثین مراد ہیں۔پس جس مسئلے پر اسلام کے

فقہاء اور محدثین متفق ہوں اس کی مخالفت درست نہیں ہوسکتی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے کہا "واصل ثالث از اصول شریعت اجماع است" کہ اجماع شرعی اصولوں میں سے تیسرا اصل ہے (اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ صفحہ 383 بحوالہ ازالة الخفاء 85/2)

خیر القرون کے تعامل کی حیثیت

اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ **و کذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا** ۞﴾ (البقرة / ۱۴۳) "اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل اور عادل امت بنائی ہے تا کہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور یہ رسول ﷺ تم پر گواہ بنے"۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کی امت پیشی پر حاضر ہوگی۔ اللہ پاک حضرت نوح سے فرمائے گا: "**هل بلغت ؟**" کیا تو نے میرے احکام پہنچا دیے؟ آپ عرض کریں گے: "ہاں، اے میرے رب"۔ پھر اللہ ان کی امت سے دریافت کریں گے: "**هل بلغکم**" "کیا اس نے تمہیں پہنچا دیے وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ حضرت نوح سے پوچھے گا: "**من یشهد لک**" "تیرا گواہ کون ہے؟" وہ عرض کریں گے: "حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہ ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پھر ہم گواہی دیں گے کہ واقعی حضرت نوح نے پیام الٰہی پہنچا دیا تھا"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی اس آیت کا مفہوم ہے: ﴿ **و کذلک جعلنکم امة وسطا** ......﴾ [بخاری کتاب الانبیاء باب ۳ ، مع الفتح ٦/٤٢٧، تفسیر ٨/٢١ ، اعتصام ١٣/٣٢٨.ترمذی ٥/١٩٠] ثابت ہوا کہ امت اسلامیہ ﴿ **مالک یوم الدین** ﴾ کے دربار میں سرکاری گواہ کی حیثیت رکھتی ہے۔[ابن ماجه ٢/١٤٣٢] اسی لیے اس امت کو یہ اعزاز بھی عطا کیا گیا ہے کہ:

"**لا تجتمع امتی علیٰ ضلالة**" "میری امت کبھی گمراہی پر متفق نہ ہوگی"۔☆

امام حاکم، حافظ ذہبی، ملا علی قاری وغیرہ نے اس روایت سے حجیت اجماع پر استدلال کیا ہے۔

بزدوی نے لکھا ہے کہ اجماع آیت قرآنی یا حدیث متواتر کی طرح واجب العلم والعمل ہے۔ لہذا نفس اجماع کا منکر کافر ہے۔[اصول بزدوی]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ثابت شدہ قطعی اجماع کا منکر قرآن وحدیث کے نصوص کے منکر کی طرح کافر ہے، لیکن یہ صرف ایسے مسائل میں واقع ہوگا جن میں نص صریح کا ثبوت معلوم ہو۔ مگر جس مسئلے میں نص صریح نہ ہو، ان میں ثبوتِ اجماع کا یقینی علم واقع نہیں ہوگا، پس اس کا منکر کافر نہیں ہوسکتا۔ نص صریح کے ساتھ اجماع ہو تو دو دلائل شمار ہوں گے۔

☆اس کی سند میں ابو خلف الاعمیٰ متروک راوی ہے۔ حافظ عراقی نے لکھا ہے کہ اس کی ہر سند میں کلام ہے [ابن ماجہ ١٣٠٣/٢] ابن حزم نے کہا ہے: معناه صحیح و ان لم یصح لفظو لا سنده "اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ٣٨٨، بحوالہ: الاحکام ٤/١٣٣]

جیسے کتاب اور سنت دو دلیلیں ہیں۔ نیز علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے یا ظنی؟ درست بات یہی ہے کہ قطعی طور پر ثابت اجماع قطعی دلیل ہے اور ظنی اجماع ظنی دلیل۔ [مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۱۹ / ۲۷۰]

نیز جب کسی مسئلے میں امت کا اجماع ثابت ہو جائے تو کسی کے لیے اس سے خروج جائز نہیں ہے، کیونکہ امت کا اتفاق کسی گمراہی پر ممکن نہیں۔ [مجموع فتاوی ۲۰ / ۱۰]

خیر القرون کا تعامل

حضرات صحابہ کرام یا ان کے بعد تابعین اور اتباع تابعین کا عمومی قول وعمل جن پر ان کے ہم عصروں نے انکار نہ کیا ہو، وہ بھی قابل اتباع ہے، یہ تعاملِ امت ہے جسے اصولیوں کی اصطلاح میں ''اجماعِ سکوتی'' کہا جاتا ہے۔

دور نبوت اور عصر صحابہؓ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت اور تعلیم کے شرف سے بہرہ مند ہونے والے علماء تابعین کی غالب اکثریت کا کسی کام کو بلا نکیر انجام دینا یا ترک کرنا بھی بلا دلیلِ شرعی ہونا بعید از امکان ہے۔ لہٰذا علمائے تابعین کا عمومی عمل بھی دینی مسائل کے فہم اور اختلافی مسائل کی ترجیح میں قابل قدر اور لائق التفات ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال **" خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ، ثم یجئ اقوام تسبق شهادة احدهم یمینَه و یمینُه شهادته "** فرمان نبوی ہے ''میرے زمانے کے لوگ سب لوگوں میں بہتر ہیں، پھر اس کے بعد والوں کا درجہ ہے، پھر اسکے بھی بعد والوں کا مرتبہ ہے، اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن میں سے کسی کی گواہی اس کی قسم پر اور اس کی قسم اس کی گواہی پر سبقت لے جائے گی'' (بخاری کتاب الشہادات 306/5 مسلم فضائل الصحابة 86/16)

یعنی مقدس زمانہ نبوت کے اہل ایمان کو تمام زمانوں کے لوگوں پر فوقیت اور فضیلت ہے، اس کے بعد صحبت نبوی کے شرف وفضل سے سرفراز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فضیلت و مرتبہ حاصل ہے، اس کے بعد ان سعادت مندوں سے علمی، تہذیبی اور اخلاقی فیض حاصل کرنے والے تابعین کا مرتبہ و درجہ ہے۔ ان درجہ بدرجہ بہتری والے زمانوں کے گزرنے کے بعد علم، عمل، اخلاق اور تقویٰ کے زوال کا دور آئے گا، جس میں دنیاوی مفادات کے لیے جھوٹی گواہی اور غیر ضروری قسم کھانے تک سے احتراز نہیں کیا جائے گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **" خیر کم قرنی ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم ، ان بعد کم قوما یخونون ولا یؤتمنون و یشهدون ولا یستشهدون و ینذرون ولا یفون و یظهر فیهم السمن "** ''تم میں سے میرے زمانے والے سب سے بہتر ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بھی بعد آئیں گے۔ یقیناً ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خیانت کریں گے اور انہیں امانت نہیں سونپی جائے گی، اور وہ گواہی دیں گے مگر ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، اور وہ نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا عام ہوگا'' (بخاری 306/5, 5/7, 248/11 صحیح مسلم